ہر کسے را بہر کارے ساختند

جس کا کام اُسی کو ساجھے

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

’’عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ، قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: هَا أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ، فَقَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِ أَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔‘‘ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل العلم، ج:۱،ص:۱۴، ط: قدیمی)

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرما تھے، حدیث بیان فرمارہے تھے، ایک اعرابی (دیہاتی) آیا، پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ حدیث بیان کرنے میں مشغول تھے، جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ: قیامت کا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ سائل نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا: جب امانت (الٰہی) ضائع ہوجائے، قیامت کا انتظار کرو۔ سائل نے دریافت کیا کہ امانت کیونکر ضائع ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب معاملات نااہلوں کے سپرد ہوں، قیامت کا انتظار کرو۔‘‘

دیکھئے! کیسا عجیب سوال وجواب ہے اور کتنا واضح وصاف بیان ہے اور کیسی روشن علامت بیان فرمائی ہے، دنیا کا نظام اسی طرح چلتا ہے کہ جو شخص جس کام کے لیے موزوں ہو، اس کے لیے اسی کا انتخاب کیا جائے، صدرِ مملکت سے لے کر چپڑاسی وچوکیدار تک غور کرلیجئے، یہی قانونِ فطرت کارفرما ہے، یہی معقول وموزوں زندگی کا نظام ہے، دنیا کا صحیح نظم اسی وقت تک قائم رہے گا، جب تک اس فطری وطبعی اور عقلی قانون پر عمل کیا جاتا رہے گا، جب اس قانون کے خلاف کیا جائے گا، نظم ونسق میں خلل واقع ہوگا، حکیم وطبیب کا کام انجینئر کے کسی نے سپرد نہیں کیا، کسی منطقی وفلسفی یا ریاضی کے استاذ کو فقہ وحدیث کا درس کسی نے حوالہ نہیں کیا، کسی ادیب یا شاعر کو ہیئت وہندسہ کا درس حوالہ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح میدانِ جنگ میں قیادتِ افواج کا کام کسی فلسفی مفکر کے کسی نے حوالہ نہیں کیا ’’ہر کسے را بہر

کارے ساختند'' مثل مشہور ہے۔ حضرت رسالت پناہ ﷺ کے صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم میں بھی یہ صلاحیتوں کا تنوع واختلاف واضح تھا، جو کام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا تھا، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نہیں لیا گیا۔ یہ جامعیتِ کبریٰ تو صرف حضرت خاتم الانبیاء سید المرسلین رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات میں ہی پیدا فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کا کرشمہ دکھلایا تھا اور سارے کمالاتِ علمیہ وعملیہ آپ کی ذاتِ گرامی میں جمع کردیئے تھے: ''آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری''

ان حقائق کی روشنی میں حسب ذیل خبر ملاحظہ فرمائیے:

''اسلام کی تعبیر وتشریح کی ذمہ داری کسی مخصوص گروہ کو نہیں سونپی جاسکتی۔''

وزیرِ قانون شیخ خورشید احمد کی تقریر

پشاور: ۱۲/اکتوبر (اپ پ) مرکزی وزیر قانون شیخ خورشید احمد نے آج ہائی کورٹ اور ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے ممبروں کو خطاب کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں کہا:

> ''اسلام کی تعبیر وتشریح کا کام کسی ایک مخصوص گروہ کو نہیں سونپا جاسکتا، اس لیے یہ ذمہ داری قانون سازوں کے سپرد کی گئی ہے، جو منتخب نمائندوں کی حیثیت سے عوام کے ضمیر کے نگہبان اور محافظ ہیں۔''

تعجب کی کیا بات ہے؟! اب بھی اگر قیامت کے قرب کا آپ کو یقین نہیں آئے تو کب آئے گا؟ وزیرِ قانون کے بارے میں سنی سنائی باتوں کی بنا پر ہمیں عقیدت تھی کہ اس دور میں اور موجودہ نظام میں ان کا وجود پھر بھی غنیمت ہے، لیکن افسوس ''خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم'' قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ جو دینِ اسلام کے دو بنیادی ستون ہیں، ان کے حقائق اور فقہی مسائل کے استنباط کے لیے تو کبار صحابہؓ میں بھی چند خاص خاص شخصیتیں متعین تھیں، عام صحابہؓ کی دسترس سے بھی یہ حقائق بالاتر تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت قرآن کریم میں اپنی رائے سے کوئی بات بیان کرنے سے گھبرایا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

> ''أَيُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِيْ وَأَيُّ أَرْضٍ تُقِلُّنِيْ إِذَا قُلْتُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ بِرَأْيِيْ.''

(کنز العمال، فصل فی حقوق القرآن، ج:۲، ص:۴۴۵، ط: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

> ''کس آسمان کے زیر سایہ اور کس روئے زمین پر میں رہ سکوں گا جب اللہ کی کتاب میں اپنی رائے کو دخل دینے لگوں گا۔''

قرآن کریم واحادیثِ نبویہ وفقہ اسلامی میں جن کی زندگیاں گزری ہیں، اگر وہ ان کا حق ادا کرسکیں تب بھی غنیمت ہے، لیکن اگر یہ مخصوص گروہ بھی اس عظیم کام سے علیحدہ کردیا جائے تو پھر کیا رہے گا؟!

کارِ طفلاں تمام خواہد شد

آخر جب کوئی حکومت قانون بناتی ہے یا قانون کی تعبیر وتشریح میں کوئی اختلاف ہوجاتا ہے تو ماہرینِ قانون ہی کی خدمات کیوں حاصل کرتی ہے؟! تو اگر انسانی دماغوں کے ساختہ پرداختہ قوانین کی تعبیر وتشریح کے لیے ماہرین کی ضرورت ہے تو احکم الحاکمین کے قوانین کے لیے ماہرینِ قانونِ اسلامی سے کیوں کر استغناء ہوسکتا ہے؟! میں اس سلسلہ میں لائق احترام وزیر قانون موصوف کو چند قطعی اور یقینی امور کی طرف متوجہ کرنا اور اس کے بعد چند اہم سوالات کرنا چاہتا ہوں، اُمید ہے کہ موصوف ان اُمور پر توجہ فرمائیں گے اور ان سوالات کے جوابات ایک بیان کی صورت میں دیں گے:

۱:- تیرہ سو سال سے اُمت کا اس پر اتفاق واجماع ہے کہ اسلام اتنا کامل واکمل اور ایسا واضح وروشن مذہب ہے کہ وہ کسی کی تعبیر وتشریح کا محتاج نہیں، اسلام کی تعبیر وتشریح کا نام اور اس کام کو کسی کے سپرد کرنے کا سوال صرف انہی لوگوں کی زبان پر آتا ہے جو اسلام کو اپنی اغراض وخواہشات کے ڈھانچہ میں ڈھالنا چاہتے ہیں، ورنہ اُمتِ مسلمہ تو تیرہ سو سال سے بغیر کسی کی تعبیر وتشریح کے علی وجہ البصیرت اسلام کو جانتی، پہچانتی اور اس کے احکام پر عمل کررہی ہے۔

۲:- ایسے جزوی حوادث ومسائل جو زمانے کے ساتھ بدلتے اور نو بنو وجود میں آتے رہتے ہیں، ان کے متعلق اسلام کا قطعی اور اساسی اُصول شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حسب ذیل بیان فرمایا ہے:

''عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ نَّزَلَ بِنَا أَمْرٌ لَيْسَ فِيْهِ أَمْرٌ وَلَا نَهْيٌ فَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: ''شَاوِرُوْا فِيْهِ الْفُقَهَاءَ وَالْعَابِدِيْنَ وَلَا تَمْضُوْا فِيْهِ رَأْيَ خَاصَّةٍ.'' (رواہ الطبرانی فی الاوسط، ورجالہ موثقون من اہل الصحیح۔ المعجم الاوسط للطبرانی، ج:۲،ص:۱۷۲، ط: دار الحرمین، القاہرۃ)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس میں کوئی واضح بیان (نصِ کتاب وسنت) موجود نہ ہو، نہ امر (حکم) ہو، نہ نہی (ممانعت) ہو، ایسے مسئلہ کے بارے میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ (ہم کیا کریں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسے مسائل میں تم فقہاء اور عبادت گزاروں سے مشورہ کیا کرو اور کسی بھی شخصی رائے سے ان کو طے نہ کیا کرو۔''

سوال: لائق احترام وزیر قانون سے میں دریافت کرتا ہوں کہ:

۱:- اسلام کی (عمومی) تعبیر وتشریح کے متعلق مذکورہ بالا فیصلہ کرنے کا مجاز اُن کو یا کسی اور کو کس نے بنایا ہے؟

۲:- کیا یہ منتخب نمائندے اس اہلیت کے مالک اور اس معیار پر پورے اُترتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے؟!

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک پر رحم فرمائے اور اربابِ اقتدار کو صحیح فہم عطا فرمائے۔